عربی وفارسی تفسیر نویسی میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ

جمال الدین اعظمی

علم تفسیر وہ علم ہے جس میں عربیت کے اصول وقواعد، اس کے لغات ومبادیات اور دوسرے بہت سے علوم کے تقاضوں کے مطابق قرآن کے معنیٰ سے بحث کی جائے تا کہ اس سے احکام خداوندی کا استخراج اور اس پر عمل ممکن ہو سکے جو انسان کے لئے دنیا اور آخرت کی سعادت کا ضامن ہے۔ چوں کہ اس علم کا موضوع اللہ کا کلام ہے اور اس سے آدمی اچھا انسان بن کر سعادت دارین حاصل کرتا ہے، اس لئے یہ علم دوسرے تمام علوم سے بدر جہا اشرف واعلیٰ ہے۔ اسی باعث ابتدائے اسلام ہی سے اس مبارک علم کی تحصیل اور ترویج کے لئے علماء اسلام نے بے مثال جدوجہد کی۔ جوں جوں اسلام کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوتی گئیں انہوں نے ان قوموں کی زبان میں قرآن کے تراجم وتفاسیر منتقل کرنے کی کوششیں شروع کردیں۔

قرآن کی تفسیر اور مفسر کے لئے علماء نے بہت سی شرائط اور پابندیاں ضروری قرار دیں۔ مثلاً مفسر کے لئے ضروری تھا کہ وہ مندرجہ ذیل پندرہ علوم میں پوری خداقت اور کامل مہارت رکھتا ہو: علم لغت، علم نحو وصرف، علم اشتقاق، علم معانی وبیان، علم بدیع، علم قرائت، علم اصول دین، علم اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم ناسخ ومنسوخ، علم فقہ، علم قصص القرآن، ان احادیث کا علم جن پر قرآن کی مجمل اور مبہم آیات کی تفسیر مبنی ہے، اور علم موہبت، یعنی وہ علم جسے اللہ تعالیٰ اپنے علم پر عمل کرنے والوں کو عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح تفسیر کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ نظم قرآن کے حسن اور اس کی بلاغت کے کمال میں کسی طرح کا رخنہ یا خلل نہ پیدا ہو، جس کی بنیاد پر دنیا کو تحدی اور مقابلہ کا چیلنج کیا گیا ہے۔

واقعی قرآن کی تفسیر جو رب العلمین کا کلام اور دین اسلام کا اولین مصدر ہے، بڑا نازک اور عظیم الشان کام ہے، جس پر اقدام بڑی صلاحیت، بڑی مہارت اور بہت سے علمی اور فنی کمالات کا

متقاضی ہے۔ اس لئے صحابہ کرام جو اہل زبان اور عربیت کے ماہر تھے اور ان میں سیکڑوں جادو بیان خطیب، قادر الکلام شاعر، اور بے مثال ادیب تھے، وہ بھی عبرت اور موعظت یا قصص و حکایات کی عام فہم باتوں کے علاوہ الفاظ کے معانی اور آیات کی مراد بیان کرنے کی اس وقت تک جرأت نہیں کرتے تھے جب تک سرکار عالمؐ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ سن نہیں لیتے تھے۔

صحابہ میں جو حضرات صاحب تفسیر ہیں ان میں مشہور اور قابل ذکر یہ ہیں۔ خلفاء اربعہ عبادۂ اربعہ یعنی عبد اللہ ابن مسعود، عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ ابن زبیر، عبد اللہ ابن عمر و بن عاص، ابی بن کعب، زید بن ثابت انصاری، ابوموسیٰ اشعری، ابو ہریرہ، انس ابن مالک اور جابر ابن عبد اللہ۔

خلفاء میں حضرت علیؑ سے زیادہ روایتیں منقول ہیں۔ بقیہ تینوں سے بہت کم، کیوں کہ حضرت علیؑ تینوں خلفاء کے بعد برسوں زندہ رہے اور محض سیاست ہی کے نہیں بلکہ دینی علوم کے بھی مرجع بن گئے۔ حضرت علیؑ سے زیادہ عبد اللہ ابن مسعود سے روایتیں منقول ہیں۔ خلیفۂ دوم کے دور خلافت میں ان کو کتاب وسنت کی تعلیم وترویج کے لئے کوفہ بھیج دیا گیا تھا۔ آخر دم تک وہ کوفہ ہی میں مقیم رہے۔ اور ان کے سیکڑوں مایۂ ناز شاگرد پیدا ہوئے۔ ان شاگردوں کے ذریعہ ان کی روایات کا سلسلہ آگے بڑھا۔

سب سے زیادہ حضرت ابن عباس سے تفسیری روایتیں امت کو پہنچیں، تفسیر فہمی اور تبحر علمی کی بنا پر وہ ترجمان القرآن اور رئیس المفسرین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ خود رسول مقبولؐ نے ان کے لئے بطور خاص ان الفاظ میں دعا کی تھی کہ ''اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ اور قرآن کا علم عطا فرما۔'' حفظ واتقان میں وہ بے مثل اور اللہ کی نشانی تھے۔ سو سو اشعار کے قصیدے ایک بار سنتے اور وہ ان کو حفظ ہوجاتے۔ عرب جاہلیت کے فصیح وبلیغ شعراء کے دیوان ان کی نوک زبان پر تھے۔ قرآن کے ہر لفظ کے ترجمے کے استشہاد میں جاہلیت کے بلند پایہ شعراء کے کلام پیش کرتے تھے۔ آپ ابن عباس نے سالہا سال رات دن کوشش کرکے، سابقین مہاجرین وانصار کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے آنحضرتؐ سے سنی ہوئی تفسیروں کو معلوم کرکے نوٹ کیا اور علم کے اس کمال کو پہنچے کہ بہت سے مسائل میں حضرت علی جیسے یگانۂ روزگار اور علم نبوی کے خزانے سے مباحثے کیے اور بہت سے مسائل جیسے مسئلہ ''عول'' میں ان سے اور دوسرے صحابہ سے اختلاف بھی کیا۔ ابن عباس کے بہت سے شاگرد ہوئے جنہوں نے ان کی تفسیری روایات کو یکجا کیا اور پھیلا یا امام بخاری نے اپنی جامع

"کتاب التفسیر" میں زیادہ تر ابن عباس ہی کی تفسیر نقل کی ہے، جو ان کے فنی کمال کی آئینہ دار ہے۔

تفسیر قرآن کی مشکلات ودشواریوں کے باوجود علمائے اسلام نے سب سے زیادہ اسی فن کی طرف توجہ مبذول کی اور فنی اعتبار سے تفسیر ہی کا فن سب سے پہلے وجود میں آیا، جس کی شاہد حضرت ابن عباس کی مختصر مگر مایۂ ناز تفسیر ہے، جو آج بھی مکمل طور پر ہمارے سامنے موجود ہے۔ ابن عباس کے شاگردوں نے اس فن کو روایتاً وکنایتاً درجہ کمال کو پہنچایا۔

امت میں سب سے بڑی تمام منقول روایات پر شامل اور مایۂ ناز تفسیر تیسری صدی کے اختتام پر حافظ ابن جریر طبری نے ضخیم جلدوں میں لکھی۔ اس جیسی تفسیر، امام نووی کے قول کے مطابق کبھی نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب تین ہزار اوراق پر پھیلی ہوئی ہے۔ پھر تفسیری کتابوں کی وہ کثرت ہوئی جس کا شمار ناممکن ہے۔ بعض علماء نے تو پانچ پانچ تفسیریں لکھیں جیسے امام ابو القاسم صبہانی، متوفی ۵۳۵ھ، نے تیس جلدوں میں جامع نام کی تفسیر لکھی۔ پھر معتمد دس جلدوں میں، ایضاح چار جلدوں میں، موضح چار جلدوں میں اور اصبہان کی مقامی زبان میں "کتاب التفسیر" کئی جلدوں میں۔ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی صاحب تفسیر جلالین نے جلالین کا آخری آدھا حصہ، اس کے علاوہ اتقان دو جلدوں میں جس میں اصول تفسیر، تاریخ قرآن اور تفسیر کے دیگر بہت ہی قیمتی اور نایاب مباحث ہیں۔ پھر تفسیر درمنثور جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے اور ان کی بڑی کتاب ترجمان القرآن کا خلاصہ اور اختصار ہے، جیسا کہ کتاب کے شروع ہی میں انہوں نے ذکر کیا ہے۔

ہمارا ملک ہندستان، جہاں اسلام اور دینی علوم صدیوں بعد میں پہنچے، جہاں دوسرے اسلامی ممالک کی طرح دینی علوم کی آسانیاں موجود نہ تھیں، نہ یہاں کبھی بغداد ومصر، دمشق وبخارا اور سمرقند وقرطبہ جیسی یونی ورسٹیاں قائم ہوئیں اور نہ کوفہ، بصرہ اور حرمین کی طرح کے علمی مراکز، تاکہ شائقین علم اپنی علمی آرزوئیں پوری کرسکتے، اس کے باوجود دیگر علوم کی طرح تفسیر کے میدان میں بھی یہ دوسرے ملکوں سے کچھ کم نہیں رہا۔ یہاں بھی بہت سے طبری، سیوطی، غزالی، رازی، ابن جوزی، خطیب، ابن عربی، عسقلانی اور آلوسی پیدا ہوئے، مگر افسوس کہ ان کی قدر نہیں کی جاسکی۔ آخری دور میں تو ہندوستانی علماء دنیائے اسلام پر چھائے رہے۔ خاص کر شاہ ولی اللہ، ان کے صاحبزادگان شاہ عبد القادر اور شاہ عبد العزیز اور ان کے تلامذہ جو متقدمین کی طرح بے نظیر اور قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیر میں بے مثال تھے۔ محض شاہ عبد العزیز کی تفسیر عزیزی جو بینائی جانے کے بعد انہوں نے

اپنی یاداشت سے فارسی میں املا کرائی ہے، دیکھئے اور دنیا کی تمام تفاسیر مقابلہ میں رکھ کر مقابلہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ شاہ صاحب تفسیر میں بھی اتنے بلند پایہ ہیں کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ پھر زبان کی سلاست، بیان کا حسن اور اسلوب کی جدت سونے پر سہاگا ہے۔

ہندوستان میں جو تفسیریں عربی یا فارسی میں لکھی گئیں اغلب ہے کہ ان میں سے کچھ تو ضائع ہوگئیں اور کچھ گمنامی کے گوشے میں پڑی ہوئی ہیں البتہ جن کا علم ہوسکا، ان میں مکمل تفسیریں کم وبیش پچاس ہیں۔ ان میں چودہ فارسی میں اور بقیہ عربی میں ہیں۔

مجھے اس سلسلہ میں ثقافت الہند مصنفہ مولانا عبد الحیٔ مرحوم کے علاوہ اس سلسلہ کی کوئی جامع کتاب نہیں مل سکی۔ اس لئے اس کے پیش نظر عربی وفارسی تفسیروں اور ان کے مصنّفین کے نام درج ہیں۔

چلپی کی کشف الظنون اس موضوع کی بہت جامع اور قابل قدر کتاب ہے، مگر اس میں ہندوستانی کتابوں کا تذکرہ برائے نام ہے، جو ایک حیرت انگیز بات ہے۔ تفسیر کی کتاب کے باب میں، جو پانچ چھ اوراق پر پھیلا ہوا ہے، محض فیضی کی تفسیر بے نقط کا تفسیر ہندی کے نام سے ذکر ہے، وہ بھی تقریباً محض ان الفاظ: صنفه ابو الفيض المتخلص بفيضى فى صنعة الاهمال، وقد تكلف فيه غاية التكلف'' یعنی کتاب کو ابو الفیض نے جن کا تخلص فیضی تھا صنعۃ الاہمال میں لکھا ہے، اور اس میں حد سے زیادہ تکلف سے کام لیا ہے۔

ہندستانی علماء کی عربی تفاسیر

۱۔ جواہر القرآن، مصنفہ تاج الدین، حنفی متوفی ۷۳۶ھ ہے۔ اصل کتاب نایاب ہے مگر اس کا ایک خلاصہ برلن کے کتب خانہ میں بتایا جاتا ہے۔

۲۔ تبصیر الرحمٰن فی تفسیر القرآن: مصنفہ تاج علاؤ الدین علی ابن احمد مہائمی۔ (متوفی ۸۳۸ھ) یہ کتاب چار یا پانچ جلدوں میں ہے۔ مصنف بلند مرتبہ عالم ہیں اور حقائق نگاری میں شاہ ولی اللہ کی طرح بے نظیر ہیں۔ گویا ہندوستان کے ابن عربی تھے۔ کتاب الطائف وظرائف سے بھرپور، ربط آیات کی تشریح بہت عمدہ اور طرز تحریر بہت پیاری۔ ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ کی نئی تفسیر سورہ کے مضمون کے پیش نظر کرتے ہیں۔ کتاب جمال الدین وزیر کے حکم سے سب سے پہلے مصر میں چھپی۔

۳۔نور النبی: مصنفہ شیخ حسین ابن خالد ناگوری ،(متوفی ۹۰۱ھ) یہ کتاب تیس جلدوں میں لکھی گئی ہے۔جس میں تفسیر کے تمام لوازمات کے ساتھ ساتھ ترکیب نحوی پر زور دیا گیا ہے۔

۴۔تفسیر القرآن : مصنفہ شیخ محمد ابن یوسف دہلوی (متوفی ۸۲۵ھ) یہ کتاب تصوف کی زبان اور طرز پر لکھی گئی ہے۔ان ہی کی ایک اور تفسیر بھی ہے جو کشاف کے طرز پر ہے۔

۵۔کاشف الحقائق وقاموس الدقائق : مصنفہ احمد ابن محمد تھانیسوی، (متوفی ۸۲۰ھ) یہ بھی تصوف کے رنگ میں اپنے طرز کی بہترین کتاب بتائی جاتی ہے۔تقریباً ۱۳۱۷اوراق پر پھیلی ہوئی ہے۔

۶۔النور بخشہ : مصنفہ سید اشرف ابن ابراہیم کچھوچھوی۔

۷۔منبع عیون المعانی: مصنفہ شیخ مبارک ابن خضر ناگوری۔ (متوفی ۱۰۰۴ھ)فیضی اور ابوالفضل کے باپ ۔یہ چار یا پانچ جلدوں میں اچھی کتاب ہے۔کتاب کا قلمی نسخہ بقول ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھنؤ کے سید محمد تقی کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔

۸۔تفسیر القرآن : مصنفہ شیخ نعمت اللہ ابن عطا فیروز پوری جو جلالین کے طرز پر ۱۰۷۰ھ میں لکھی گئی۔

۹۔تفسیر البحر المواج : مصنفہ شیخ منور ابن عبد المجید لاہوری ۔

۱۰۔مجمع البحرین: مصنفہ شیخ طاہر ابن یوسف برہان پوری،متصوفانہ رنگ میں لکھی گئی۔ ان کی ایک اور تفسیر ہے، جو تفسیر مدارک کی تلخیص ہے۔

۱۱۔تفسیر محمدی: مصنفہ شیخ محمد ابن عاشق چریا کوٹی (اعظمی) متوفی ۹۷۲ھ۔

۱۲۔شئون المنز لات: مصنفہ شیخ علی متقی برہان پوری (صاحب کنزالعمال)متوفی ۹۷۵ھ۔

۱۳۔ زبدۃ التفاسیر : مصنفہ شیخ معین الدین ابن خاوند محمود کشمیری ،تلمیذ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔(متوفی ۱۰۸۵ھ) یہ مختصر تفسیر ہے جو بلا کسی کتاب کی مدد کے از خود ۱۰۵۰ھ میں لکھی گئی ۔

۱۴۔زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر: مصنفہ شیخ الاسلام قاضی عبد الوہاب گجراتی (متوفی ۱۱۰۹ھ)مختصر تعبیر ہے۔مطالب بہت اختصار اور سادگی سے بیان کئے گئے ہیں اور دیگر تفاصیل اس لئے نظر انداز کی گئی ہیں تاکہ تلاوت کے وقت ذہن قرآن کے اصلی مضمون پر مرکوز رہے۔ ۷۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کا قلمی نسخہ رام پور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔(ڈاکٹر محمد سالم قدوائی)۔

۱۵۔تفسیر فتح محمدی: شیخ عیسیٰ ابن قاسم برہان پوری ہی کی ایک تفسیر فتح محمدی کے نام کی

ہے جسے انہوں نے اپنے بیٹے محمد کے لئے لکھا تھا۔

۱۷۔تفسیر نظامی: مصنفہ شیخ نظام الدین ابن عبد الشکور تھانیسری (متوفی ۱۰۳۶ھ)

۱۸۔سواطع الالہام: مصنفہ شیخ ابو الفیض فیضی ابن مبارک ناگوری (متوفی ۱۰۰۵ھ) یہ صنعت اہمال میں اپنے طرز کی واحد کتاب ہے اور تقریباً ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ علامہ قاضی نور اللہ شوستری اور امام ابن غازی سرہندی وغیرہ مشہور علماء نے اس پر تقریظ لکھی ہے، مگر بقول صاحب کشف الظنون تکلفات سے بھری ہوئی ہے۔تفسیر میں چوں کہ بلا نقطے کے الفاظ استعمال کرنے کا التزام ہے، اس لئے تکلف بلکہ تعسف کا پیدا ہونا کچھ بعید نہیں۔ البتہ یہ ایک نادر اور بے مثال کارنامہ ضرور ہے کہ کتب تفاسیر میں قرآنی آیات کے متعلق جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ غیر منقوط الفاظ میں سمیٹنے کی کامیاب کوشش ضرور کی گئی ہے ، وہ بھی محض دو سال کی مدت میں۔ یہ جہاں مصنف کی جدت طرازی ، ذہانت اور عربی ادب پر غیر معمولی قدرت کا پتہ دیتی ہے، وہیں قرآن کی کرامت کی بھی غماز ہے۔مصنف کو اگر چہ اسلام کے جمہوری عقائد سے قدرے منحرف بتایا جاتا ہے، مگر تفسیر میں اس کی ادنیٰ سی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی۔

۱۹۔تفسیر احمد: مصنفہ ملا جیون انبیٹھوی ، استاد سلطان عالم گیر،کتاب اچھی ہے۔اس میں حنیفہ کی تائید اور اصول فقہ حنفی کی تشریح اچھی کی گئی ہے۔

۲۰۔تفسیر القرآن بروایت اہل البیت : یہ دونوں کتابیں شیخ محمد ابن جعفر حسینی گجراتی کی ہیں۔

۲۱۔تفسیر القرآن علیٰ نہج الجلالین۔

۲۲۔تفسیر مظہری : مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) قاضی صاحب ہندوستان کے بلند مرتبہ اور مایہ ناز عالم تھے۔ ان کو اپنے وقت کا بیہقی کہاجاتا تھا ۔ فقہ، حدیث،تفسیر اور تصوف وغیرہ میں یگانہ روزگار تھے۔حضرت مظہر جان جاناں دہلوی کے خاص مجاز اور خلیفہ تھے۔ اپنی اس تفسیر کی نسبت اپنے پیرو مرشد ہی کی طرف کرکے تفسیر مظہری نام رکھا۔تفسیر سات ضخیم جلدوں پر حاوی ہے۔ اس میں قصے ،تصوف، قرأت،نحوی قواعد، اعراب وغیرہ پر بحث کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ نہایت عمدہ اور قابل اعتماد کتاب ہے۔اس کا اردو ترجمہ بھی غالباً برہان سے شائع ہوگیا ہے۔

۲۳۔تفسیر القرآن: مصنفہ شیخ فتح محمد حسینی تصوف اور حقائق کی زبان میں لکھی گئی ۔

۲۴۔محکم التنزیل : مصنفہ سید محمد حکم ابن محمد حسنی ،رائے بریلوی۔

۲۵۔تفسیر نصیری: مصنفہ شیخ جلال الدین گجراتی (متوفی ۱۲۲۴ھ) ان کی ایک اور بھی مختصر تفسیر ہے۔

۲۶۔معدن الجواہر: مصنفہ شیخ ولی اللہ ابن حبیب اللہ انصاری لکھنوی۔

۲۷۔ فتح البیان فی مقاصد القرآن : مصنفہ نواب صدیق حسن قنوجی: (متوفی ۱۳۰۷ھ) چار ضخیم جلدوں میں ہے۔ یہ کچھ اضافوں کے ساتھ علاّمہ شوکانی کی فتح القدیر کا خلاصہ ہے۔ نواب صاحب کی ایک دوسری تفسیر اردو میں ترجمان القرآن بھی ہے، جو ناتمام رہ گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد سید ذوالفقار نقوی بھوپالی نے اسے مکمل کیا۔

۲۸۔زاد الآخرۃ: مصنفہ قاضی عبد السلام ابن عبد الحق بدایونی ۔ یہ کتاب نہایت ضخیم متعدد جلدوں میں منظوم تفسیر ہے۔ اس کے اشعار کا مجموعہ دولاکھ اشعار پر مشتمل بیان کیا جاتا ہے۔ جو ایک رکارڈ ہے۔ (ایک منظوم تفسیر اردو میں بھی بیان کی جاتی ہے، جو غلام مرتضیٰ ابن تیمور الہ آبادی کی ہے)۔

۲۹۔جامع التفاسیر : مصنفہ مولانا قطب الدین ابن محی الدین دہلوی حنفی۔

۳۰۔تفسیر القرآن: مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرت سری فاضل دیوبند ایک جلد میں ہے اور جو ۵۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کی اردو تفسیر بھی تفسیر ثنائی کے نام سے موسوم ہے۔ مولانا مسلکاً جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم اور مشہور مناظر تھے ۔

۳۱۔تفسیر القرآن : مصنفہ مولوی ظہور علی ابن محمد حیدر لکھنوی ،متوفی ۱۲۷۵ھ۔

فارسی تفاسیر اور ان کے مصنّفین

۱۔ البحر امواج: مصنفہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کئی جلدوں میں ہے۔ اس میں نحوی ترکیبوں اور وصل وفصل کی وجوہات کی تشریح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

۲۔تفسیر جہاں گیری: مصنفہ شیخ نعمت اللہ فیروز آبادی جلالین کے طرز پر مختصر تفسیر جہاں گیر ابن اکبر شاہ کے لئے لکھی گئی اور اسی کی طرف منسوب بھی کی گئی ہے۔

۳۔شرح القرآن : مولفہ شیخ معین الدین ابن خاوند محمد کشمیری جو عہد عالم گیری میں لکھی گئی اور عالم گیر ہی کے نام سے معنون ہے۔ اس کے شروع میں عالم گیر کی دین داری اور حکمرانی کی مدح سرائی بھی کی گئی ہے۔

۴۔ زین التفاسیر : مصنفہ صفی الدین اردبیلی ۔ یہ کتاب امام رازی کی تفسیر کبیر کا ترجمہ ہے، جو زیب النساء بنت عالم گیر کے حکم سے کیا گیا تھا۔

۵۔تفسیر مرتضوی : مصنفہ شیخ زین الدین شیرازی،نواب مرتضٰی خاں کے حکم سے ۱۰۱۶ھ میں تصنیف کی گئی۔

۶۔ فتح الرحمان : مصنفہ فخر ہندوستان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب حجۃ اللہ البالغہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کتاب نہایت مختصر ہے مگر شاہ کار ہے۔ شاہ صاحب کی ہر کتاب اور ہر تحریر نادر اور بے مثال ہوتی ہے۔ اسلوب بیان اتنا دل نشین ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اسی لیے بعضوں نے کہا ہے کہ اگر شاہ صاحب پہلے زمانے میں ہوتے تو مجتہد فی المذہب تو ضرور ہی ہوتے۔

۷۔تفسیر مصطفوی : مصنفہ سید محمد حکم ابن علم اللہ صاحب ۔

۸۔نظم الجواہر: مصنفہ مفتی ولی اللہ ابن احمد علی فرخ آبادی ،تین جلدوں میں ہے۔

۹۔ فتح العزیز: مصنفہ شاہ عبد العزیز ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ، جو شروع کے تقریباً سوا پارے اور آخر کے دو پاروں کی تفسیر ہے۔ اس لئے غیر مکمل ہے۔ اس کی تکمیل سکندر بیگم والی بھوپال کے حکم سے حیدر علی فیض آبادی نے کئی ضخیم جلدوں میں کی ۔شاہ صاحب کی یہ تفسیر سلاست تحریر، جذالت معنی، حسن تعبیر اور دلکش انداز بیان کا مرقع ہے اور ربط آیات کے ساتھ ساتھ قرآنی نکات واسرار اور دیگر لطائف وظرائف کا اچھا مجموعہ ہے۔

۱۰۔تفسیر القرآن : مصنفہ شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی ،یہ چار جلدوں میں ہے ،جسے انہوں نے انتہائی کبرسنی میں تحریر کیا۔

۱۱۔تفسیر القرآن: مصنفہ مولوی محمد اشرف ابن نعمت اللہ لکھنوی۔

۱۲۔تفسیر القرآن: مصنفہ مولوی یاد علی حسینی شیعی،نصیر آبادی ۔

۱۳۔لوامع التنزیل وسواطع التاویل: مصنفہ سید ابو القاسم ابن حسینی کشمیری لاہوری،شیعی۔

شروع کے تقریباً بارہ پاروں کی تفسیر بارہ جلدوں میں کرنے کے بعد مصنف کی وفات ہوگئی تو ان کے لڑکے سید علی ابن ابو القاسم نے اس کی تکمیل کا اہتمام کیا۔

☆☆☆